خدا سے خیر مانگو آشیاں کی

بدقسمت اہالیان پاکستان کا لٹا پٹا قافلہ ان دنوں ایسی آزمائش اور کرب وبلا کی منزلوں سے گزر رہا ہے کہ قلم اس تکلیف دہ مناظر کو بیان کرنے سے قاصر ہے۔ لخت لخت جگر کو بڑی ہمتوں کے ساتھ جمع کر کے اور قلم کو ہزار منتوں کے بعد کچھ لکھنے کیلئے مائل کیا ہے۔ ارض پاکستان کی تباہی اور بربادی اور حکمرانوں کی نااہلی اور ظلم و بربریت پر ماسوائے نوحہ گری اور ماتم گساری کے اور کیا لکھا جاسکتا ہے۔ خیبر سے لے کر کراچی تک کے عوام آگ وخون کے سمندروں سے گزارے جارہے ہیں۔ امن وامان اور انصاف کی فراہمی کی امید کی شمع تو کب سے پاکستانی عوام کی بجھ چکی ہے۔ اب تو اس کے ناتواں جسم کی چند سانسیں اور ڈوبتی نبض ظالم اور نااہل حکمرانوں سے یہ التجا کر رہی ہے کہ ؎

چراغ زندگی کو ایک جھونکے کی ضرورت ہے　　تمہیں میری قسم پھر سے ذرا دامن کو لہرانا

بدترین سردی کے موسم میں پاکستانی قوم آٹے کے تھیلوں کی بھیک بازاروں میں منہ مانگے قیمت پر حاصل کرنے کے لئے در بدر ٹھوکریں کھا رہی ہے لیکن آٹا دستیاب نہیں البتہ بم دھماکوں اور موت کی ان دنوں اپنے وطن میں کوئی کمی نہیں۔ حکمرانوں کے ''روشن خیال'' ''کارناموں'' اور ''کامیاب خارجہ پالیسی'' کے باعث پاکستان ان دنوں عراق اور افغانستان سے زیادہ ''ترقی'' کر گیا ہے۔ ملک کا کوئی ایسا شہر اور گوشہ نہیں جہاں قتل وقتال کا راج نہ ہو اور حکومت کے خلاف بغاوت برپا نہ ہو۔ حکومت یہ سمجھتی ہے کہ طاقت اور اندھا دھند فوجی آپریشنوں کے ذریعے اس آگ کو وہ بجھا دے گی تو یہ اس کی سراسر غلط فہمی ہے۔ جب امریکہ جیسی بڑی فوجی طاقت اور اس کے اتحادی عراق اور افغانستان میں طالبان اور دیگر جہادی قوتوں کو نہ دبا سکے تو بھلا پرویز مشرف جیسی گئی گزری آمرانہ حکومت اس آگ پر کیسے قابو پاسکتی ہے؟ سیاسی قیادت کو تو پہلے ہی اس حکومت نے اپاہج بنا دیا ہے' ملک کی بگڑتی ہوئی اقتصادی صورتحال بھی تباہی کی آخری حدوں کو چھو رہی ہے۔ قومی اداروں پر اپنے من پسند نااہل افراد کی تقرری کے باعث یہ ادارے اب نزع کی حالت میں ہیں۔ عدلیہ کے اعلیٰ جج نظر بند ہیں' آئین بازیچہ اطفال اور یرغمال بنایا ہوا ہے' تمام فیصلے فوجی اور پولیس کے بندوقوں کے ذریعے کرائے جارہے ہیں۔ تو ایسے میں اگر دنیا والے پاکستان کو ناکام اسٹیٹ نہ کہیں تو اور کیا کہیں؟ جب رہنما ہی رہزن بن جائیں تو پھر کسی اور سے کیا گلہ؟ نااہل حکمران اپنے وجود کو پاکستان کے لئے لازمی گردانتے رہے ہیں بلکہ اسے مجو لائینگ سمجھا جارہا ہے اور ہر مخلصانہ مشورے کو بدنیتی پر محمول کیا جارہا ہے تو ایسے میں

امن واستحکام وصلح وآشتی کیونکر پاکستان کو حاصل ہوسکتی ہے؟ سوات کے مرغزاروں پر جو آگ آپریشن کی صورت میں جلائی گئی تھی اب وہ پشاور کی دہلیز یعنی درہ آدم خیل' کوہاٹ اور جنوبی وزیرستان کے پہاڑوں تک دوبارہ پھیل گئی ہے۔

اس مسئلہ کو ہوش مندی' حکمت عملی اور صلح وجرگہ کے ذریعے حل کرنا چاہیے تھا۔ اور اپنی غلامانہ خارجہ پالیسی کو یکسر بدل دینا چاہیے تھا اور اپنے طرز حکمرانی پر غور وفکر اور اصلاح کر کے یہ آگ بجھائی جاسکتی ہے۔ لیکن ایسا جان بوجھ کر نہیں کیا جارہا کیونکہ پاکستان میں جتنا زیادہ خوف وہراس اور سیاسی عدم استحکام ہوگا تو اتنا ہی زیادہ ایک طالع آزما حکمران کو اس سے فائدہ حاصل ہوگا۔ پھر اس سے بڑھ کر مغربی ممالک بھی اس بات میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں کہ پاکستان میں ہر قسم کی شورشیں مزید برپا ہوں اور اسکے اندر سیاسی عدم استحکام روز بروز بڑھتا چلا جائے تاکہ ہمیں پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کے تباہ کرنے کا بہانہ میسر ہو سکے کہ پاکستان کے اندر خانہ جنگی ہو رہی ہے اور ایک ناکام اسٹیٹ کے ہاتھوں میں ایٹمی ہتھیار محفوظ نہیں رہ سکتے اسلیئے پاکستان پر مستقبل قریب میں مزید دباؤ اور مختلف ہتھکنڈے اور اس سے بڑھ کر خدانخواستہ حملے مغرب کرسکتا ہے۔ اس سلسلے میں اقوام متحدہ کے ایٹمی پروگرام کے سربراہ محمد البرادی اور امریکی صدارتی امیدواروں کے بیانات پاکستانی حکمرانوں کیلیئے نوشتہ دیوار ہیں۔ لیکن جہاں اپنا مفاد ملک وقوم کے مفاد سے زیادہ عزیز سمجھا جائے تو ایسے اندھے اور بہرے حکمرانوں کے سامنے نہ تو شور قیامت کارگر ثابت ہوسکتا ہے اور نہ ہی جہنم کی دہکتی آگ۔ معلوم نہیں کہ اہالیان پاکستان خدانخواستہ کس وادی تیہ میں بھٹکتے جارہے ہیں؟ قوم اب بھی کسی ''اعصائے موسیٰ کے معجزات'' کی طرف دیکھ رہی ہے اور کسی مسیحا کے قدموں کی چاپ کی منتظر ہے۔ لیکن جب تک قوم خود کوئی بڑی فیصلہ کن جدوجہد ان حکمرانوں کیخلاف نہ کرے تو کوئی مسیحا اور معجزات کیونکر ان کی محکومی ختم کریں؟ اسکے علاوہ مبہم الیکشن کی فضاء ناامیدی اور خوف کے باعث مزید بے یقینی کی شکار ہوگئی ہے۔ تمام اپوزیشن جماعتیں حکومت کی کھلی دھاندلی کرنے کے منصوبوں کے خلاف دُہائی دے رہی ہیں لیکن حکومت کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔ باخبر ذرائع اس بات کا عندیہ دے رہے ہیں کہ جان بوجھ کر حکومت ایسا کرنا چاہتی ہے تاکہ الیکشن کے بعد حالات اور بھی ناگفتہ بہ ہوں اور مارشل لاء اور شخصی آمریت کا تسلسل مزید پانچ سال تک قائم رکھا جاسکے۔ ملک کی بڑی سیاسی جماعتیں موجودہ صورتحال کے باوجود الیکشن میں حصہ لے رہی ہیں۔ انکو بُوں سے امید ہے اور خدا سے ناامیدی لیکن ۱۸ رفروری کے بعد ان کی تمام امیدوں پر اوس پڑ جائیگی اور وہ جماعتیں بھی ان سیاسی جماعتوں کے ساتھ آملیں گی جن جماعتوں نے ان بوگس اور دھاندلی سے پر الیکشن کا بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ ۱۸ رفروری سے پہلے شاید بہت کچھ حکومت کرسکتی ہے۔ خدانہ کرے کہ کسی اور کے سر پر کوئی شہاب ثاقب گرے یا بدنصیب زمین پر کوئی اور آسماں گرے' اگر الیکشن سے پہلے دوبارہ کوئی بھی گڑبڑ ہوئی تو اس سے ملک کی پہلے سے کمزور بنیادیں مزید ہل جائینگی۔ قوم سے یہ التجا ہے کہ وہ جمود کو توڑے' خوئے غلامی کو چھوڑے اور اپنی آزادی کا چراغ بادِ صرصر کے باوجود روشن وجاویداں رکھنے کی کوشش کرے۔